33699-ایک عورت نے دعا کی تو اس کی دعا قبول نہ ہوئی تو وہ کہنے لگی : اللہ تعالی کا کوئی وجود ہی نہیں!

سوال

میں نے چند برس قبل اللہ تعالی سے ایک دعا کی کہ میرا فلاں کام یا مقصد پورا ہو جائے ، لیکن میری یہ دعا پوری نہ ہوئی ، تو میں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالی موجود نہیں ہے .

اب میں اپنے اس قول پر نادم ہوں کہ میں نے علم ہونے کے باوجود کہ یہ شرک شمار ہوتا ہے یہ بات کہہ دی ، تو کیا میرے لیے دوبارہ کلمہ پڑھنا اور توبہ کرنا اور نئے سرے سے مسلمان ہونا ممکن ہے ؟

کیا یہ شرک شمار ہوتا ہے ، کیونکہ میں نے یہ بات شدید غصہ کی حالت میں کی تھی ، تو کیا اس کا اعتبار کیا جائے گا ؟

پسندیدہ جواب

اول :

سوال کرنے والی نے جو کچھ کہا ہے وہ بعینہ کفر ہے ، اسے چاہیے تھا کہ غصہ کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول اور قول و فعل کو رد کر دیتی ، دیکھیں غصہ کی حالت میں اس قول نے اسے کفر میں دھکیل دیا .

اس لیے ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ وہ اسلام میں داخل ہونے کی نیت سے کلمہ پڑھ لے ، یہ اس وقت ہے جب اس نے یہ قول کہا تھا تو وہ مکمل طور پر اس غلط کلمہ کو سمجھتی تھی ، غصہ کوئی عذر نہیں لیکن اگر غصہ کی حالت میں اسے کوئی عقل نہ رہے اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہی ہے تو پھر یہ غصہ عذر بنے گا .

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ : بعض اوقات مسلمان شخص کوئی کلمہ کہتا ہے جو اسے جہنم میں دھکیل دیتا ہے ، اور اللہ تعالی کے غضب کا باعث بن جاتا ہے .

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"بعض اوقات بندہ اللہ تعالی کی رضا
اور خوشنودی کا کلمہ بولتا ہے جسے کوئی دھیان نہیں دیتا، اور اللہ تعالی اس کلمہ کے
سبب اس کے درجات بلند کر دیتا ہے، اور بعض اوقات بندہ اللہ تعالی کی ناراضگی میں
ایسا کلمہ کہہ جاتا ہے جس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتا تو اس کے باعث وہ جہنم میں
گر جاتا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (6113).

اور مسلم شریف کے لفظ یہ ہیں :

"بعض اوقات بندہ ایسا کلمہ بولتا ہے
جو کچھ اس میں وہ بیان نہیں ہوتا، تو اس کے باعث وہ جہنم میں مشرق و مغرب کی دوری
جتنا گر جاتا ہے"

لھذا جب آپ کلمہ پڑھ کر نئے سرے سے
مسلمان ہونگی اور اپنے قول پر ندامت کا اظہار کرینگی تو امید کی جاتی کہ آپ کی
نیکیاں اور اعمال صالحہ صالحہ ضائع نہیں ہونگے.

حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ
بیان کرتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم مجھے ان اشیاء کے متعلق بتائیں جو میں جاہلیت میں صدقہ یا غلام آزاد کر کے، اور
صلہ رحمی کے کے عبادت کیا کرتا تھا کیا مجھے ان کا اجر و ثواب ملے گا ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا :

"تو نے ایسی حالت میں اسلام قبول
کیا کہ پہلے بہت کچھ خیر بھلائی کی"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1369) صحیح
مسلم حدیث نمبر (123).

میری مسلمان بہن آپ اور سب مسلمان بھائیو
آپ کو بھی چاہیے کہ اس طرح کے بھاؤ تاؤ سے دینی معاملات اور اعتقاد کو دور ہی رکھیں،
کیونکہ دین اور عقیدہ کی سلامتی انسان کے لیے راس المال ہے. جس سے دنیا و آخرت کی
سعادت اور اللہ سبحانہ وتعالی کی رضامندی حاصل ہوتی ہے.

دوم:

اور جس کسی نے بھی اپنے رب تبارک
وتعالی سے دعا کی وہ ہر حال میں قبول ہوتی ہے، قبولیت صرف یہی نہیں کہ اس نے جو کچھ
مانگا تھا وہ اسے مل جائے، بلکہ قبولیت اس کے علاوہ دو اور طریقوں سے بھی ہوتی ہے
اور وہ یہ ہیں:

دعا کرنے والے سے حسب دعا شر اور
برائی دور ہو جاتی ہے.

اور دعا کا اجر و ثواب اس کے لیے جمع
کر لیا جاتا ہے، جو اسے روز قیامت ملے گا.

اور پھر اللہ تعالی کے رسول کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے مکمل شروط کے ساتھ دعا کرنے والے شخص کے لیے
ان تینوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے.

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ
بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو کوئی مسلمان شخص اللہ تعالی سے
کوئی ایسی دعا کرتا ہے. جس میں نہ تو گناہ اور نہ ہی قطع رحمی ہو تو اللہ تعالی اسے
تین چیزوں میں سے ایک ضرور عطا کرتا ہے: یا تو اس کی دعا جلد قبول کر لی جاتی ہے،
اور یا پھر اس کے لیے اتنی خیر و بھلائی جمع کر دی جاتی ہے، یا اس سے اتنا شر اور
برائی دور کر دی جاتی

صحابہ کرام کہنے لگے: اے اللہ تعالی
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو ہم بہت زیادہ دعا کیا کرینگے؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: اللہ تعالی اس سے بھی زیادہ (عطا کرے گا)"

مسند احمد حدیث نمبر (10709) امام
منذری رحمہ اللہ تعالی الترغیب والترھیب (479/2) میں اس کی سند کو جید قرار
دیا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے فتح الباری (115/11) میں اس کی
سند کو صحیح قرار دیا ہے.

اور یہ سب اللہ تعالی کے مندرجہ ذیل
فرمان کا معنی ہے:

**{اور تمہارے رب کا فرمان ہے تم مجھ
سے دعا کرو اور مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا، بلاشبہ جو لوگ میری عبادت
سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ورسوا ہو کر جہنم میں داخل ہونگے}** غافر (60).

اور ایک دوسری آیت میں فرمان باری
تعالی ہے:

**{اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق
دریافت کریں تو انہیں کہہ دیجئے یقیناً میں بہت قریب ہوں دعا کرنے والی کی دعا قبول
کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے، انہیں چاہیے کہ وہ بھی میری بات تسلیم کریں اور
مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت یافتہ ہوجائیں}** البقرۃ (186).

اور ہوسکتا ہے دعا کرنے والے کے لیے
مطالبہ کے عدم حصول میں ہی اس کے خیر وبھلائی ہو، جبکہ اس نے جو کچھ دعا میں مانگا
ہے وہ ملنا اس کے لیے شر یا فتنہ ہو، لیکن وہ اس سے جاہل ہے اور اسے نہیں جانتا، تو
اللہ تعالی نے اس سے اسے دور کر دیا اور اسے دنیا میں شر میں دور کر کے اس سے بہتر
اچھی چیز عطا کر دی، یا پھر اس دعا کا ثواب آخرت کے لیے جمع کر دیا.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
تعالی کا کہنا ہے:

وہ دعا جس میں کوئی زیادتی نہ ہو اس
سے مطلوبہ چیز یا اس کی مثل ضرور حاصل ہوتی ہے، اور یہ قبولیت کی انتہاء ہے، کیونکہ

بعض اوقات بعینہ مطلوبہ چیز دعا کرنے والے یا کسی دوسرے شخص کے لیے نفع مند یا نقصان دہ ہوتی ہے، اور دعا کرنے والا اس سے جاہل ہوتا ہے، اور وہ اس میں پائی جانے والی خرابی سے بے علم ہوتا ہے.

اور اللہ رب العالمین دعا قبول کرنے
والا اور قریب ہے، اور وہ اپنے بندوں پر والدہ کا اپنے بچے پر رحم کرنے سے بھی زیادہ رحم کرتا ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالی کریم و رحیم ہے، جب اس سے کوئی بعینہ چیز طلب کی جاتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ بندے کو یہ چیز دیا جانا صحیح نہیں تو اللہ تعالی اسے اس کے بدلے میں اس جیسی کوئی اور چیز عطا فرماتا ہے، جس طرح ایک والد اپنے بچے کے ساتھ کرتا ہے، جب بچہ ایسی چیز طلب کرے جو اس کے لیے نہ ہو تو والد اسے اپنے مال سے اس جیسی کوئی چیز دیتا ہے، اور اللہ تعالی کے لیے اچھی مثالیں ہیں.

دیکھیں : مجموع الفتاوی لابن تیمیہ (
.(368/14

واللہ اعلم.